© rasailojaraid.com

کرنے پر تلی ہوئی نظر آتی ہے۔ بذاتِ خود جمہوریہ میں انتہائی سرگرم قوم پرست بھی یونین سے مکمل آزادی پر بات چیت کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ انہیں مرکز پر اپنے اقتصادی انحصار کے سلسلے میں گہری تشویش ہے۔ اکتوبر 1990ء میں سپریم سوویٹ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جمہوریہ کے صدر جناب کریموف نے اعلان کیا تھا کہ "سیاسی اور اقتصادی آزادی کا وقت آئے گا مگر فی الحال عوام کا پیٹ بھرنا اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔"

سوویت یونین کے دوسرے حصوں کے ساتھ ازبکستان کے گوناگوں اقتصادی تعلقات ہیں۔ ماسکو ازبک کپاس کا سب سے بڑا خریدار ہے۔ اگرچہ مرکزی حکام نے وسط ایشیائی جمہوریتوں کے دباؤ کے تحت اس فصل کی سرکاری قیمتِ خریداری بڑھا دی ہے تاہم دیگر سوویت جمہوریتوں کو اس کی فروخت میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ ازبکستان کو آلات اور خام مال مرکز کے توسط سے فراہم کیے جاتے ہیں اور ان کی ضرورت برقرار ہے۔ ازبک معیشت کو پہنچنے والے حالیہ نقصان کی وجہ یہ بتائی گئی کہ دوسری جمہوریتیں اپنے وعدے کے مطابق ازبکستان کو مختلف اشیاء بروقت فراہم کرنے میں ناکام رہیں۔ مثال کے طور پر اشیائے خورد و نوش کی قلت کا ایک سبب قازقستان کی طرف سے 20 ہزار ٹن گوشت اور ایک لاکھ ٹن دودھ دہی جیسی اشیاء فراہم کرنے میں اس کی معذوری یا نارضامندی تھی۔

مرکز پر انحصار کا دوسرا بڑا پہلو سیاسی نوعیت کا ہے۔ اپنے اقتدار کی حفاظت اور خصوصاً اپنے ہاں حالات کو جوں کا توں رکھنے کے لیے جمہوریہ کے زعماء روسی فوجی قوت پر انحصار کرتے ہیں۔ 1989ء اور 1990ء کے دوران میں بارہا وسطی ایشیا سے باہر کے فوجیوں کو علاقے میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے تعینات کیا گیا۔ گذشتہ موسم گرما میں ازبکوں اور کرغیزیوں کے مابین مشترکہ سرحد پر لڑائی میں مداخلت کے لیے صدر کریموف نے ماسکو سے باضابطہ درخواست کی تھی۔

تاہم کچھ قوم پرست جمہوریہ کی قیادت سے خوش نہیں ہیں اور وہ ازبک سپریم سوویٹ کے انتخابات کو کالعدم قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ انہیں سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ سپریم سوویٹ، جمہوریہ کے اعلانِ حاکمیت کے نفاذ میں ناکام رہی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

البانیہ میں "انتخابات" کا انعقاد

تیرانا میں طلبہ کے مظاہروں کے پس منظر میں حکومت البانیہ نے ملک میں کثیر الجماعتی انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا ہے۔ کمیونسٹ اقتدار کے چھیالیس سال بعد البانیہ میں یہ پہلے آزادانہ انتخابات ہوں گے۔ البانوی عوام کی عظیم فتح کے طور پر انتخابات کی اس خبر کا زبردست خیر مقدم کیا گیا۔ یوں لگتا ہے کہ مشرقی یورپ کی آخری کمیونسٹ حکومت بھی اپنے انجام سے دوچار ہو چلی ہے۔ اس سے ایک بار پھر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ عوام کی طاقت چیزوں کو بنا اور بگاڑ سکتی ہے۔ 250 رکنی "پیپلز اسمبلی" کے انتخابات کے لیے 31 مارچ 1991 کی تاریخ مقرر کی گئی۔ پہلے 10 فروری 1991ء کی تاریخ تجویز کی گئی تھی لیکن حکومت نے اپوزیشن کے دباؤ سے مجبور ہو کر اس میں تبدیلی کی۔ اپوزیشن کی دلیل یہ تھی کہ انہیں انتخابی مہم کے لیے کافی وقت فراہم نہیں کیا گیا تھا۔

اسٹالن کی روایت پر عمل پیرا رہنما انور ہوجہ کے جانشین صدر رمیز ایلیا نے گذشتہ چند ماہ کے دوران میں کچھ انقلابی اصلاحات کا اعلان کیا ہے لیکن ان انتخابات کو کلیت پسندانہ ڈھانچے سے آخری انحراف کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ کچھ لوگ ابھی سے دن گننے لگے ہیں، جب ملک میں اشتراکی ڈھانچہ مکمل طور پر زمین بوس ہو جائے گا جو سالہا سال سے الگ تھلگ اور کمیونسٹ حکومتوں میں نظریاتی تحفظ کے اعتبار سے سب سے سخت گیر تھا۔

البانیہ میں "انقلاب" کا ایک غیر معمولی پہلو یہ ہے کہ یہ پراگ کے انقلاب (نومبر 1989ء) کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے برپا ہوا ہے۔ نیز یہ رومانیہ کے انقلاب سے، جو ایک سال پہلے رونما ہوا ہے، کہیں زیادہ پر امن تھا۔ یوں لگتا ہے کہ چیکوسلاویکیہ کے رسوا شدہ ملاس جیکس اور رومانیہ کے سزا یافتہ مقتول نکولائی چاؤشسکو کے برعکس جناب ایلیا اس انقلاب میں سے بہتر ساکھ کے ساتھ ابھریں گے۔

حال ہی میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ انور ہوجہ کی بیوہ، نظمیہ ہوجہ کمیونسٹ ڈیموکریٹک فرنٹ کی صدارت سے محروم ہو گئی ہیں۔ نظمیہ ہوجہ کا شمار اُن رہنماؤں میں ہوتا ہے جو اشتراکی نظریے پر سختی سے قائم ہیں۔ اُن کی علیحدگی اس بات کی ایک مزید علامت ہے کہ حکام لبرل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تبدیلیوں سے متعلق اپنے وعدوں کو سچ ثابت کرنے کے لیے کس قدر دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے برسراقتدار جماعت (پارٹی آف لیبر) کے رہنما صدر ایلیا دو وزراء سمیت پولٹ بیورو کے پانچ ارکان کو برطرف کر چکے تھے۔

تاہم ملک کے انقلابیوں کا ہراول دستہ یعنی البانوی طلبہ ملک میں اور بالخصوص پارٹی میں آنے والی تبدیلیوں کا پورا کریڈٹ صدر ایلیا یا اُن کے ساتھیوں کو دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ صدر ایلیا نے اصلاحات کا آغاز صرف اُس وقت کیا جب ان کے لیے اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہ تھا۔ وہ اپنے نقطۂ نظر کے حق میں واضح کرتے ہیں کہ 1990ء کے وسط میں جب ایک احتجاجی جلوس کے بعد ہزاروں افراد نے غیر ملکی سفارت خانوں میں پناہ لے لی تو البانوی حکام انہیں غیر ملکی سفر کے ویزے جاری کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ان کی دلیل میں یقیناً وزن موجود ہے۔

کچھ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ جناب ایلیا نے جو رستہ اختیار کیا ہے وہ "ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے کی طرف" کی پالیسی سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا ثبوت اُن کی وہ مرکزی تقریر ہے جو انہوں نے البانیہ کی پارٹی آف لیبر کی حالیہ خصوصی کانفرنس میں کی۔ یہ خصوصی کانفرنس انتخابی منشور تیار کرنے کے لیے بلائی گئی تھی۔ تقریر میں ایک طرف اسٹالن پر جس کے مجسموں کو ملک بھر سے ہٹایا جا رہا تھا، سخت لیکن جائز تنقید کی گئی تھی، دوسری طرف صدر ایلیا نے اسٹالن کی روایت پر عمل پیرا آمر، انور ہوجہ کا دفاع کیا۔ جناب ایلیا، انور ہوجہ کی وفات (1985ء) تک نہایت وفاداری سے کئی سال تک اُن کے خدمت گزار رہے تھے۔

کانفرنس میں شریک ایک ہزار سے زائد کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے صدر ایلیا نے مزید کہا کہ "پارٹی کو تازہ فکر کی ضرورت ہے۔ ایک ایسی فکر، جو اس کے سوشلسٹ آئیڈیل کو حقیقت کا جامہ پہنا سکے۔" اس اعتراف کے ساتھ کہ پارٹی مارکسی آئیڈیالوجی کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، "کمیونسٹ پارٹی اپنی تحریک اور آزادانہ مرضی سے" ایسی آئینی تبدیلیوں کا مطالبہ کرے گی جن کا مقصد معاشرے میں پارٹی کے طے شدہ قائدانہ کردار کو ختم کرنا ہے۔" مارکسزم کے ساتھ جناب ایلیا کی وفاداری نے البانیہ کی پارٹی آف لیبر کو، جو پرانے نظریات سے وابستہ اب واحد کمیونسٹ پارٹی ہے، مشرقی یورپ میں تنہا کر دیا ہے۔

دوسری جانب پارٹی آف لیبر نے عزم کر رکھا ہے کہ وہ کم از کم مستقبل قریب کے عرصے میں اقتدار پر براجمان رہے گی۔ کچھ البانوی نوجوانوں کے مطابق "کمیونسٹ اقتدار سے

© rasailojaraid.com